ابن القیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) نے امام احمد کا ایک یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

"لیس الاحتکار الا فی الطعام خاصة لانه قوت الناس." (۱)

احتکار صرف انسانوں کی اشیاء خوردنی میں ہوتا ہے۔

ان تمام اقوال میں امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کا قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ حرمت احتکار کے شرعی مقاصد اس قول میں پورے ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں حرمت احتکار کے اہم مقاصد یہ ہیں:

۱۔ دولت فرد واحد یا چند مخصوص افراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہو۔

۲۔ اسلامی ریاست کے شہریوں کو بے جا معاشی تکلیف نہ ہو۔

اگر احتکار کو صرف اشیاء خوردنی تک محدود کر دیا جائے تو عصر حاضر میں بہت سی ایسی اشیاء بھی ہیں جن کا تعلق بظاہر خورد ونوش سے نہیں لیکن حیات انسانی کی بنیادی ضروریات میں شامل ہیں مثلاً کھاد، سیمنٹ، پیٹرول وغیرہ ہمارے ہاں سالانہ بجٹ کے موقع پر بالخصوص اشیاء خورد ونوش کے علاوہ ان اشیاء اور ان جیسی دیگر متعدد اشیاء کا ذخیرہ کر لیا جاتا ہے اور بجٹ کے اعلان کے بعد ان ذخیرہ شدہ اشیاء کو مارکیٹ میں لایا جاتا ہے اس طرح اسلامی ریاست کے شہریوں کو غیر خوردنی اشیاء کے احتکار میں بھی اتنی ہی معاشی اذیت پہنچتی ہے جتنی اشیاء خوردنی کے ذخیرہ سے ایذا ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ان اشیاء کے ذخیرہ کرنے سے بھی ذخیرہ اندوز بے شمار دولت کے مالک بن جاتے ہیں اسی لئے امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام اشیاء کی ذخیرہ اندوزی احتکار شرعی ہوگی، جو کسی بھی طرح انسانی زندگی سے متعلق ہوں۔

اسلامی نظریہ احتکار کی روح کی تکمیل تب ہی ممکن ہے جب اس کا دائرہ ان تمام اشیاء پر حاوی ہو جو کسی بھی طرح انسانی ضروریات سے متعلق ہوں۔

دوم: احتکار کے متعلق دوسری شرط فقہاء اسلام نے یہ بیان کی ہے کہ ذخیرہ اندوز کی نیت یہ ہو کہ اس چیز کی مصنوعی قلت پیدا کر کے اس کی قیمت بڑھائی جائے البتہ اگر کسی شخص نے عام حالات میں کسی چیز کو بڑی مقدار میں خریدا تا کہ اُسے نفع کے ساتھ فروخت کرے لیکن اتفاق سے اس شئے کی قیمت قدرتی عوامل سے بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت پر

۱۔ ابن القیم الجوزیہ، تہذیب، بذیل، المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج ۵، ص ۹۰۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اس چیز کو فروخت کرنا احتکار شرعی نہیں کہلائے گا۔ البتہ اگر اس مال کی فروخت لوگوں کی ضرورت کے وقت نہ کرے تو احتکار شرعی ہو جائے گا۔ (۱)

سوم: احتکار کے متعلق تیسری شرط یہ ہے کہ احتکار تنگی کے زمانے میں ہو یا کسی بھی وقت ہو لیکن اس کی ذخیرہ اندوزی سے بازار متاثر ہوتا ہو اگر ذخیرہ اندوز کے غلہ روکنے سے بازار پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ چیز بازار میں عام مل رہی ہو تو جمہور ائمہ کے نزدیک یہ احتکار بلا کراہت جائز ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک کسی بھی وقت مال کا مطلقاً ذخیرہ کرنا ناجائز ہے۔ (۲)

چہارم: احتکار کے متعلق چوتھی شرط یہ ہے کہ احتکار طویل مدت کے لئے ہو۔ طویل اور قلیل مدت کے متعلق ہدایہ میں ہے۔

"الشهر لان دونه قليل عاجل وما فوقه كثيراً اجل." (۳)

فقہاء کے نزدیک ایک ماہ تک مدت قلیل اور ایک ماہ سے زیادہ مدت طویل سمجھی جاتی ہے بعض فقہاء کے نزدیک مدت قلیل میں احتکار نہیں کیونکہ اس میں ضرر نہیں۔ (۴) جب کہ طویل مدت میں بالاتفاق احتکار ممنوع ہے۔

آج کے دور میں فقہاء کی قلیل مدت بھی قابل ضرر ہے، راقم الحروف کے خیال میں مدت کے تعین کا انحصار ذخیرہ اندوز کی نیت پر ہے اگر ذخیرہ اندوز حرمت احتکار کے پیش نظر ایک دن بھی احتکار کرے گا تو وہ احتکار کا مرتکب ہوگا۔

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ ھ) نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہاء کی قلیل مدت میں احتکار بھی احتکار شرعی کہلاتا ہے۔

واسط شہر میں ایک تاجر رہتا تھا اس نے اپنا گندم سے بھرا ہوا ایک جہاز بصرہ بھیجا۔ اور وہاں اپنے ایجنٹ کو لکھا کہ جس روز یہ جہاز بصرہ پہنچے اسی روز اس کو فروخت کر دو آنے والے دن

۱۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۴، ص ۴۶۹۔

۲۔ احمد یار خاں، مراۃ شرح مشکوٰۃ، نعیمی کتب خانہ، گجرات، (ت۔ن)، ج ۴، ص ۲۸۸۔

۳۔ مرغینانی، ہدایہ، ص ۴، ص ۲۶۹۔ ۴۔ ایضاً۔

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

کے لئے اسے بچا کر نہ رکھنا اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ جہاز بصرہ پہنچا تو گندم کا بھاؤ گرا ہوا تھا۔ غلہ کے تاجروں نے اس ایجنٹ کو کہا کہ اگر تم ایک ہفتہ انتظار کرو تو کئی گنا زیادہ نفع کماؤ گے۔ چنانچہ ایجنٹ نے ایک ہفتہ اس گندم کو فروخت نہ کیا اور ان ایام میں بھاؤ تیز ہو گیا اور اس نے کئی گناہ زیادہ نفع کمایا۔ جب اس نے اپنے مالک کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اس تاجر نے اس کو لکھا۔

"یا هذا انا كنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وقد جنيت علينا جناية فاذا اتاک كتابی هذا فخذ المال و تصدق به على فقراء البصرة وليتنى انجو من الاحتكار كفا فالاعلى ولا لی." (۱)

اے فلاں اگر ہمارا دین سلامت رہے تو ہمیں تھوڑا نفع ہی کافی ہے تو نے ہم پر بڑی زیادتی کی ہے، جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تو سارا مال بصرے کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس غلہ کی ذخیرہ اندوزی کا جو جرم تم نے کیا ہے اس کے مواخذہ سے ہی اگر بچ جاؤں تو کافی ہے مجھے اس مال کے صدقہ کرنے سے مزید ثواب کی کوئی آرزو نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں کسی شخص کے لئے کسی بھی چیز کا اس وقت ذخیرہ کرنا حرام ہے جب کہ عوام الناس کو اس چیز کی ضرورت ہو لیکن وہ شے کو اس لئے فروخت نہ کرے تا کہ اس کی مصنوعی قلت پیدا ہو اور اسے مہنگے داموں فروخت کرے۔

احتکار کے متعلق شرعی احکام

اسلام میں دولت و سرمایہ داری کے متعلق ہر وہ اصول نا قابل تسلیم ہے جس میں کسی نہ کسی طرح احتکار و اکتناز کی کوئی صورت پیدا ہو سکے اور اس سے دولت پھیلنے کی بجائے خاص حلقوں اور مخصوص طبقوں میں محدود ہو جائے اور عام انسانی زندگی متاثر ہو۔ قرآنِ پاک میں احتکار و اکتناز کی حرمت کا ذکر دو طرح سے کیا گیا ہے۔

اول: وہ آیات جن میں احتکار و اکتناز کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ ابوعبداللہ محمد قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، دارالکتاب العربی للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، ج ۱۹، ص ۵۶۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

دوم: وہ آیات مطہرہ جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے وجوب کا ذکر کیا گیا ہے۔

اگرچہ متعدد قرآنی آیات میں احتکار و اکتناز کی حرمت اور وجوب انفاق کا ذکر ہے لیکن ذیل کی آیات اس مضمون کے اعتبار سے قابل توجہ ہیں:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ○ یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ○ (۱)

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ جس روز کہ اس مال پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا پس خزانہ جمع کرنے کا مزا چکھو۔

۲۔ **ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ○ الذی جمع مالا وعددہ ○ یحسب ان مالہ اخلدہ ○ کلا لینبذن فی الحطمۃ ○ (۲)**

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو عیب چین اور بدگو ہے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں۔ وہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

۳۔ **انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم و فی الرقاب والغارمین فی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ ط واللہ علیم حکیمٌ ○ (۳)**

ترجمہ: بے شک صدقات صرف فقیروں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور ان کے لئے جو صدقات کے وصول کرنے پر مامور ہیں اور ان کے لئے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنی ہے اور ان کے لئے جن کی گردنیں غلامی سے آزاد کرانی ہیں اور قرض داروں کے لئے (جو قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے ہوں) اور اللہ کی راہ میں صرف

۱۔ توبہ: ۳۴، ۳۵۔ ۲۔ الھمزۃ: ۱ تا ۴۔

۳۔ توبہ: ۶۰۔

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں: (محدث ابوزرعہ)